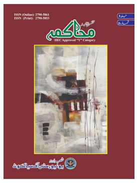

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ڈاکٹر منیر حسین، ماہر مضمون اردو، ٹائیں راولاکوٹ آزاد کشمیر

ڈاکٹر محفوظ حسین، لیکچرر اردو، گورنمنٹ انٹر کالج پونا بھمبر

مقصود الٰہی کندی، سینئر مدرس، گورنمنٹ۔ ایچ۔ ایس کندیاں میانوالی

ڈاکٹر سید عبداللہ: نقد میر کا معتبر حوالہ

Dr. Syed Abdullah: Authentic reference recognition of Mir

Dr. Munir Hussain, Subject Specialist, Tain Rawalkot. Azad Kashmir

Dr. Mahfooz Hussain, Lecturer Urdu, Govt. Inter College Poona Bhimber

Maqsood Elahi Kundi,SST ,Govt.H.S.Kundian Mianwali

Abstract

Mir Taqi Mir (1722 -1810 A.D) was a legendary and visionary Urdu Poet of 18th century. His classical poetry collection consists of six volumes in Urdu and one volume of Persian. He pinned an autobiography titled "Zakir-e- Mir "in Persian .He compiled a fascinated biographical dictionary titled "Nukat-us-Shura" in Persian. His era was full equipped with calamity. The magnitude of devastating was fully exercised in his poetry. Dr. Syed Abdullah (1906 – 1986 A.D) was a resilient Urdu scholer. He authored more than thirty books on different dimensions i-e. Criticism. Iqbal study and Mir study. He also edited many classical Urdu and Persian literature books. Prominent features of his contributions are Mir study. He introduced many new aspect of Mir, s poetry and analysis, autobiography and dictionary of biography of Mir. He rejected many assumptions against Mir with concrete proof and solid evidences with more comprehensive way. This article explores Dr. Syed Abbdullah,s various dimensions of Mir study who was introduced in his famous articles and books.

Keywords: Nukat-us-Shura, Criticism, Classical, Biography, Evidences, Scholars

کلیدی الفاظ: نکات الشعراء، ذکر میر، کلاسیک، تنقید، میر شناسی، آب حیات

میر تقی میر (1722ء-1810ء) کی شاعری میں دلکشی، دل ربائی، تغزل اور نغمگی کی لاکھوں نزاکتوں اور بے شمار لطافتوں کا ایک حیرت انگیز طلسم آباد ہے۔ آپ کی شاعری بصارت اور بصیرت کے علاوہ زندگی کے تلخ حقائق کا رنگ و آہنگ کا بے مثال مجموعہ ہے۔ اپ کے طرز ادا اور انداز بیان کی تازگی اور

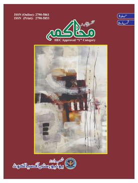

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

برجستگی کی بدولت آج تین صدیاں گزرنے کے باوجود بھی اس کی چمک دمک ماند نہیں پڑی۔ آپ کی شاعری کا تشبیہاتی، استعاراتی، علامتی اور اشاراتی انداز کا انوکھا رنگ اور منفرد آہنگ دوسرے شاعروں سے بالکل تحیر آمیز ہے۔ آپ کا سبک علمی صورت و معنی، جذبہ و شعور اور وجدان و فکر دونوں صورتوں میں معاصرین شعراء سے اختراعی ندرت کا حامل ہے۔ آپ کے اسلوب کی بدولت ہی ناقدین فن آپ کے شعور اور تحت الشعور میں اٹھنے والی لہروں سے آشنا ہوئے اور آپ کی شاعری کی عظمت، شوکت، علویت اور جلال کے مظاہروں کی تلاش و جستجو کا آغاز کیا۔ڈاکٹر جمیل جالبی میر کے عیاں اور نہاں حالات کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

> "میر ایک مضطرب روح کے مالک اور منتشر زمانے کے نمائندہ فرد تھے۔ وہ آلام و مصائب جنھوں نے میر کو نا مطمئن کیا، خود زمانے کے پیدا کیے ہوئے تھے۔ زمانے کے حالات و کوائف اور میر کی انانیت و انفرادیت کا ایک دوسرے پر عمل ورد عمل کا سلسلہ ساری عمر جاری رہا"۔(1)

میر شناسی کے ابتدائی نقوش کی بازیافت میر کی شاعری کے علاوہ آپ کی آپ بیتی "ذکر میر،، میں بھی موجود ہے۔ نقد میر میں آپ کے معاصر شعراء سودا، ناسخ، ذوق کے علاوہ غالب نے بھی آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے جو میر شناسی کا گراں قدر سرمایہ ہے۔ اردو زبان کی تنقیدی روایت میں تذکروں کو اساسی مقام حاصل ہے۔ یہ تذکرے میر شناسی کا بسیط سرمایہ رکھتے ہیں۔ اردو زبان کا آخری تذکرہ آب حیات (1880ء) اس کے مصنف محمد حسین آزاد نے اس تذکرے میں میر کا ذکر تیسرے دور کے آخری شاعر کے طور پر کیا ہے۔ اس تذکرے میں جہاں میر کی غربت، قناعت، تقوٰی اور صبر کا احوال درج کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ میر کی شاعری کا محاکمہ بھی کیا گیا ہے۔ محمد حسین آزاد نے آپ کی غزل کو سودا سے بہتر کہا ہے اور میر کے قصائد کے متعلق رائے ہے کہ یہ معیار اور مقدار دونوں میں کم درجے کے ہیں۔ اس زمانے کی اہم صنف شہر آشوب انتہائی کمزور درجے کی ہیں لیکن واسوخت کا آپ کو موجد تسلیم کیا ہے۔ مثنوی کے باب میں آپ کی رائے ہے کہ شعلہ عشق اور دریائے عشق بلند پائے

کی ہیں لیکن میر حسن کے مقابلے میں ان کا معیار کم ہے۔اس کے علاوہ میر کے تذکرے کا احوال بھی درج کیا ہے۔ محمد حسین آزاد میر کے متعلق اپنی رائے کا اظہار آخر میں اس طرح کرتے ہیں کہ

> "میر صاحب کی زبان شستہ کلام صاف،بیان ایسا پاکیزہ جیسے باتیں کرتے ہیں۔ دل کے خیالات کو جو کہ سب کی طبیعتوں کے مطابق ہیں۔ محاورے کا رنگ دے کر باتوں باتوں میں ادا کر دیتے ہیں اور زبان میں خدانے ایسی تاثیر دی ہے کہ وہی باتیں ایک مضمون بن جاتی ہیں۔ اسی واسطے ان میں بہ نسبت اور شعراء کے اصلیت کچھ زیادہ قائم رہتی ہے۔ بلکہ اکثر جگہ یہی معلوم ہوتا ہے گویا نیچر کی تصویر کھینچ دی ہے"۔(2)

میر شناسی کی روایت جس کا آغاز میر کی ذات سے ہوا تھا اس کے ارتقائی سفر میں محاصر شعراء ،میر کے پرستاروں کے علاوہ تذکرہ نگاروں اور کلام میر کے مرتبین، محقیقین اور ناقدین نے ان کے کمالات فن کا ذکر کیا ہے۔ بیسویں صدی میں جب اردو تنقید میں نئے رجحانات کا ظہور ہوا جس کی بدولت نئے تنقیدی اصول و ضوابط کی داغ بیل ڈالی گئی تو میر شناسی کے لیے مکمل تحقیقی اور تنقیدی کتب منظر عام پر آئیں۔ ان کتب کی بدولت میر شناسی کے اہم رجحانات کی نشاندہی کی گئی۔ میر پر مستقل تحقیقی و تنقیدی کتب تحریر کرنے والوں میں خواجہ احمد فاروقی، قاضی افضال،ڈاکٹر جمیل جالبی،ڈکٹر حامدی کاشمیری کے علاوہ ایک معتبر نام ڈاکٹر سید عبد اللہ کا بھی ہے جو غالب شناسی اور اقبال شناسی کے حوالے سے اپنی مخصوص اسلوب رکھتے ہیں۔ آپ کی پیدائش 5۔اپریل1906 ء کو ضلع مانسہرہ کی تحصیل ہزارہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے لاہور سے میٹرک ، منشی فاضل، کے علاوہ فارسی اور عربی میں ایم اے کیا۔1935ء میں آپ نے ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ جامعہ پنجاب کے علاوہ اورینٹل کالج میں تدریسی اور انتظامی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی سربراہی میں اسلامی دائرۃ المعارف کی بائیس جلدیں مکمل ہوئیں۔ 23۔مارچ1960ء کو حکومت پاکستان نے آپ کی خدمات کے اعتراف میں صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی عطا کیا۔ آپ 14۔اگست 1986ء کو لاہور میں خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ تدریس، تحقیق اور تنقید میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ میر شناسی کے حوالے سے آپ کی اہم قلمی آثار میں "نقد میر، ولی سے اقبال تک، مباحث، سخن ور (نئے اور پرانے)، شعراے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن اور طیف غزلِ ،،

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

شامل ہیں۔ نقد میر میں ڈاکٹر سید عبداللہ کے میر شناسی کے متعلق جو مقالات شامل ہیں۔ ان مقالات کے عناوین مندرجہ ذیل ہیں۔

1- میر کا انداز

2- میر کا رنگ طبیعت

3- کلام میر میں فکری عنصر

4- میر اور نیرنگ عناصر

5- میر تقی میر اور نقاش کا فن

6- میر کے قبول عام کی بنیادیں

7- تقلید میر یا شارع عام

8- غالب۔۔۔۔معتقد میر

9-میر و غالب کی چند اہم غزلیں

10-میر کی مثنوی نگاری

11-میر کے ادھورے گیت

12-میر کا ایک نقاد۔۔۔محمد حسین آزاد

13-میں اور میر

اس کتاب کے پہلے مقالے بعنوان "میر کا انداز" میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے پہلے ان شعراء کا ذکر کیا ہے جنھوں نے میر کو مختلف پیرائے میں شاعرانہ طور پر خراج عقیدت پیش کیا ہے ان شاعروں میں مصحفی، غالب، شیخ ابراہیم ذوق، اکبر الہ آبادی اور حسرت موہانی کے کلام سے مثالیں پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ میر کے متقدمین میں اپنے زمانے کے مسلم الثبوت اساتذہ شامل تھے۔ ان شعراء کے بعد ان تذکرہ نگاروں کا ذکر کیا گیا ہے جنھوں نے میر کا ذکر اپنے تذکروں میں جامع، معین اور واضح انداز

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

میں کیا ہے ان تذکرہ نگاروں میں حکیم قدرت اللہ قاسم، مصحفی کے علاوہ میر کے اپنے تذکرے "نکات الشعراء" کا بھی ذکر کیا ہے ۔ اس موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے موصوف انداز میر کی پانچ اہم خصوصیات جیسے "خلوص و صداقت، معمولات کی مصوری، لہجہ اور بول چال، انوسیت اور صوتی محاسن وغیرہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ان خصوصیات سے کشید کردہ نتائج کے مطابق یہ ثابت کرتے ہیں کہ میر کا اصل میدان غزل تھا۔ شاعری کی دوسری اصناف جیسے مثنوی، قصیدہ، رباعی اور واسوخت میں صرف رواج زمانہ کی وجہ سے طبع آزمائی کی تھی۔میر کے انداز کی خاص کیفیت میں لہجہ عام، محاورہ بندی، خطابیہ انداز، ندرت ادا، طنز، تشبیہات میں ندرت خیال، فصاحت الفاظ، موسیقیت اور محاکات نگاری جیسے اہم پہلو کا احاطہ کیا ہے۔ میر نے اپنے کلام میں تکرار الفاظ سے جو صوتیات پیدا کی ہیں ان کی بدولت شاعری کا رنگ باقی شعراء سے منفرد نظر آتا ہے۔اپنی بحث کو اس نتیجے پر ختم کرتے ہیں کہ

> "میر کا کلام اپنی رنگا رنگیوں کی وجہ سے بڑی وسعت اور غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے وہ ان شاعروں میں سے ہیں جن کی شاعری کے معارف ان کے کلام پر بار بار نظر ڈالنے سے ہر بار پہلے سے زیادہ روشن ہوتے ہیں"۔(3)

" میر کا رنگ طبیعت "اس مقالے میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے میر کی زندگی کے مختلف نشیب و فراز کے علاوہ اس کی نفسیاتی الجھنوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ نفسیات کے اصولوں شعور اور تحت شعور کے مطابق میر کی زندگی کی مختلف پرتوں بے دماغی اور بد دماغی تک رسائی حاصل کرنے کی مکمل سعی کی ہے۔ میر کی شاعری کو سمجھنے کے لیے تاریخی عوامل خصوصا مغلیہ سلطنت کا زوال اور برصغیر کی ابتر مالی و انتظامی حالت نے احساس ذہنوں کو جس طرح متاثر کیا اس کا احوال اس مقالے میں درج ہے۔ مقالے کے آخر میں میر، غالب اور فانی کے تصور غم کا موازنہ بھی کیا گیا ہے۔ "کلام میر میں فکری عنصر "اس مقالے میں میر کی شاعری میں فلسفہ اور حکمت کے اہم امور کی نشاندہی کی گی ہے کیونکہ ہر بڑے شاعر کی شاعری ان عناصر کا آمیزہ ہوتی ہے۔ میر کی شاعری میں غالب اور اقبال جیسے فکر کی امید رکھنا ناممکن

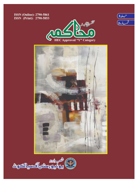

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ہے لیکن اس کے باوجود منطقی اور طبعی قوانین کے تحت وہ کئی اسباب اور ملل کی جستجو ضرور کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے کلام میں باقاعدہ فکری تنوع کا نظام موجود ہے۔ مشاہدہ فطرت ،حیرت، تشکیک، جستجو، انسان کی الوہیت، انسانی عظمت، تصوف اور حیات اور موت کے تصورات کے عناصر میر کی فکر کا خاصا ہیں۔ڈاکٹر سید عبد اللہ میر کے متعلق اس رائے کا رد کرتے ہیں کہ وہ قنوطی شاعر ہیں۔

> "میر کے متعلق عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ قنوطی اور تاریک بین شخص ہیں مگر جہاں تک میں نے دیکھا یہ خیال صرف محدود حد تک صحیح ہے ان کی پوزیشن یہ معلوم ہوتی ہے کہ دنیا اچھی جگہ ہے۔ اس میں حسن و دلکشی پائی جاتی ہے، مگر افسوس! یہ سب کچھ فنا پزیر اور بے ثبات ہے۔ میر کا لہجہ اس بے ثباتی کے خلاف یقیناً تلخ ہے۔"(4)

"میر اور نیرنگ عناصر" اس مقالے کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ شاعر نے مطالعہ فطرت سے بصیرت حاصل کر کے قلب و دماغ کو تقویت دی ہے۔ لیکن میر کی شاعری کا انداز انگریزی شعراء کی فطری شاعری کے قریب نہیں ہے۔ میر کی شاعری سے صرف یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ حسن فطرت کے دل دادہ ہیں۔ میر کی اس فطرت پرستی کا نتیجہ ہے کہ وہ ہمہ اوست نظریے کے پیروکار کم بلکہ ان کا جھکاؤ ہمہ از اوست کی طرف زیادہ ہے۔ "میر تقی میر اور نقاش کا فن" اس مقالے میں میر کے فنون لطیفہ کے حوالے سے تاثرات اور ان کی رغبت کو پیش کیا گیا ہے۔ کلام میر میں فن مصوری کے لیے جو اشارات ملتے ہیں وہ صرف تقلیدی ہی نہیں بلکہ ان میں بصیرت کا پہلو بھی پوشیدہ ہے۔ میر انسان کو اللہ کی کاری گری کا نفیس نقش سمجھتے ہیں جس کی نقالی ممکن نہیں۔ "میر کے قبول عام کی بنیادیں" اس مقالے میں مصنف نے میر کی دوسرے شعراء پر سبقت کی وجہ اس کی ناقدانہ قوت اور فنی پختگی کو قرار دیا ہے۔ میر کے رنگ میں جہاں غم کا غالب عنصر نظر آتا ہے اس کے ساتھ نشاطی رنگ کی آمیزش بھی شامل ہوتی ہے۔ میر کا زمانہ اردو غزل کا عہد زریں کہلاتا ہے اس دور میں ماہ تاباں کا تاج سر پر رکھنے کے لئے غیر

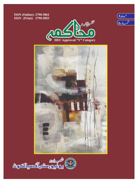

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

معمولی قوت اور حس کی ضرورت ہوتی ہے جو میر کے اندر موجود تھی۔ مصنف میر کے قبول عام کے اسباب گنواتے ہوئے تحریر کرتا ہے کہ

> "میر تقی میر کی عام مقبولیت کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان کی شاعری میں خواص اور عوام کے لئے اپیل موجود ہے۔ عوام کے لئے ان کا لہجہ اور بات کہنے کا انداز ایسا ہے جو عام فہم ہی نہیں بلکہ ان فطری حالتوں، کیفیتوں اور ماہیتوں کے قریب اور مطابق ہے جن سے عوام بے حد مانوس ہیں۔ خواص کے لئے اپیل کی صورت یہ ہے کہ صنعت کاری، مضمون کی سچائی اور تجربے کی صداقت موجود ہے"۔(5)

" تقلید میر یا شارع عام " اس مقالے میں مصنف نے میر کی شاعری کی شگفتگی رعنائی کے علاوہ غیر معمولی تخلیقی قوت کا ذکر کیا ہے۔ کلام موزوں کرنا ریاضت طلب کام ہے اور میر جیسے نازک حساسیت شاعر کی تقلید کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے لیکن اس کے باوجود مقلدین اور مداحین میر میں غالب، ناصر کاظمی، ابن انشاء، قیوم نظر اور خلیل الرحمٰن عظمی شامل ہیں۔ " غالب۔۔۔۔۔ معتقد میر " جیسے عنوان سے ہی ظاہر ہے کہ غالب نے میر کے اثرات قبول کیے ہیں۔ دونوں شعراء نے ایک جیسا زمانہ پایا اور مشترکہ ادبی روایات کے امین ہیں۔ دونوں شاعروں کے کلام میں جملوں، لفظوں اور اسالیب میں اشتراک بھی موجود ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ غالب نے میر کے اثرات شعوری اور لاشعوری طور پر قبول کئے ہیں۔ "میر و غالب کی چند اہم غزلیں" اس مقالے میں مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ غالب نے میر کی جذباتی گہرائی اور شدت احساس جیسے نازک اثرات کو قبول کیا ہے۔ غالب نے صرف ابتدائی زمانہ سخن میں ہی میر کے اثرات قبول نہیں کیے بلکہ آخری عمر تک اثرات جاری رہے۔ اس مقالے میں مصنف نے دونوں شاعروں میں اختلافات کی بھی نشاندہی کی ہے جیسے میر کی عزلت پسندی، بد دماغی، غم نشاط اور نازک مزاجی اس کے برعکس غالب کی ظرافت، شگفتگی، جارحانہ مقاومت اور حریفانہ ادا قابل ذکر ہیں۔ اس طرح غالب اور میر میں جہاں مماثلت کی نشاندہی ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ اختلافات کی مدھم سی لکیر بھی نمودار ہوتی ہے۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

" میر کی مثنوی نگاری" اس مقالے میں مصنف نے میر کو ایک کامیاب مثنوی نگار کے طور پر قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس زمانے کے ایک بڑے مثنوی نگار میر حسن (1736ء-1786ء) سے موزانہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ میر کی اس صنف سخن میں زبان ناہموار اور بحریں نامانوس ہیں اور بعض مثنویاں اتنی مختصر ہیں کہ ان کو واقعاتی نظمیں کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ میر کی مثنویوں کی ایک اور کمزوری ان کا کمزور قصہ پن ہے ۔ اس زمانہ کا مزاج زیادہ تر مافوق الفطرت عناصر اور محیر العقول طلسماتی پہلو ہیں لیکن میر کے ہاں ان عناصر کی شدید کمی محسوس ہوتی ہے۔ "میر کے ادھورے گیت " اس مقالے میں مصنف نے میر کی طویل بحروں کے حوالے سے شاعری کی خصوصیات کا زکر کیا ہے جن کی بدولت ہم آہنگی اور موسیقیت کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔ میر شناسی کے حوالے سے محمد حسین آزاد نے جو کردار ادا کیا ہے اس کے لیے مصنف نے اس کتاب میں ایک مقالہ بعنوان "میر کا ایک نقاد۔۔۔۔ محمد حسین آزاد" بھی شامل کیا ہے۔ جس میں تذکرہ نگاری کی آخری کاوش 'آب حیات، کے اہم موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا آخری مقالہ " میں اور میر،، کے جلی عنوان سے ہے جس میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے میر شناسی کے سفر کی روداد بیان کی ہے۔ میر کی شاعری سے جو فوائد حاصل ہوئے ان کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

> "انسانی روابط اور تعلقات میں بھی میر کی شاعری سے میں نے بہت سے فائدے حاصل کیے ہیں۔ میر کی شاعری نے مجھے تعلقات میں حوصلہ مند اور تحمل بنایا ہے۔ مجھے میر نے مسکرانے کا فن سکھایا ہے۔ یہ مسکراہٹ الم کے سر چشموں سے نکلتی ہے مگر اس میں طنز اور احتجاج نہیں خوئے تسلیم کے رنگ ہیں۔"(6)

"نقد میر" کوئی ضخیم کتاب نہیں لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر سید عبداللہ نے میر تقی میر کی حیات اور فکر و فن کے حوالے سے متعدد اہم گوشوں کو منظر عام پر لایا ہے۔ اپنی تنقیدی بصیرت اور منفرد اسلوب کی بدولت مصنف نے مستحکم میر شناسی کی روایت کے ارتقاء میں ایک اہم سنگ میل عبور کیا ہے۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اردو تنقید کا سفر بیاضوں اور تذکروں کے عبوری دور سے گزر کر موجودہ حالت میں پہنچا ہے۔ان تذکروں میں شعراء کے نجی، ذاتی اور شخصی کوائف درج ہوتے تھے۔میر تقی میر نے بھی" نکات الشعراء"(1165ھ) کے عنوان سے فارسی میں ایک تذکرہ قلم بند کیا تھا۔ڈاکٹر سید عبد اللہ نے اپنی تصنیف " شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن" میں میر کے تذکرے نکات الشعراء کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ آپ نے اپنی تصنیف میں تذکروں کو ان کی خصوصیات کی بنا پر ان تذکروں کو سات مختلف اقسام میں منقسم کیا ہے۔ اس کے بعد تذکروں کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے ان کی درجہ بندی کی ہے اور میر کے تذکرے کو نقاش اول کہا ہے۔ طبقہ اول کو دبستان میر کا نام دیا گیا ہے اس دبستان میں ان تذکروں کو شامل کیا جو میر کا تتبع کرتے ہوئے تحریر کیے گئے ہیں۔ طبقہ دوم میں ان تذکروں کا ذکر ہے جو دبستان میر کے رد عمل کے طور پر تحریر کئے گئے ہیں۔ ان میں مجموعہ نغز اور گلشن بے خار شامل ہیں۔ مصنف نے اس تذکرے کی مندرجہ ذیل خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔

> "نکات الشعراء کی سب سے امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اردو تذکرہ نویسی پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ فخر اولیت کے علاوہ اس کو یہ عظمت بھی حاصل ہے کہ اردو تذکرہ نویسی آج تک اس کے اثر سے آزاد نہیں ہو سکی۔ زمانہ تصنیف سے لے کر آج تک کڑی سے کڑی تنقیدوں اور سخت سے سخت مخالفتوں کے باوجود تذکرہ میر کا اثر روز بروز بڑھتا جاتا ہے"۔
> (7)

ڈاکٹر عبادت بریلوی(1920ء-1998ء) بھی میر کے تذکرے کی اہم خصوصیات جن میں سیرت نگاری اور ماحول کی تصویر کشی بھی شامل ہے ان خصائص کو باقی تذکروں سے بہتر خیال کرتے ہیں۔ اپنی تصنیف "اردو تنقید کا ارتقا" میں تحریر کرتے ہیں کہ

> "میر تقی میر کا تذکرہ نکات الشعراء اردو کا سب سے اہم قدیم تذکرہ مانا جاتا ہے۔ میر نے اس تذکرے میں مختلف شاعروں کی زندگی کے جو حالات لکھے ہیں اور ان کی سیرت کا جو بیان کیا ہے اس سے ان شاعروں کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔"(8)

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ڈاکٹر سید عبداللہ کی ایک اور اہم تصنیف " سخن ور نئے اور پرانے " جہاں متنوع موضوعات کا مجموعہ ہے اس کے ساتھ میر شناسی کے آثار بھی موجود ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے "میر اور ذہین جدید" کے عنوان سے جو مقالہ شامل کیا ہے اس میں میر کے اجتہادات اور فنی توسعیات کا ذکر موجود ہے۔ میر کی نظر صرف زمانے کے تلخ حقائق اور دگرگوں حالات تک محدود نہیں تھی بلکہ زندگی کے اجتماعی معاملات اور سماجی احوال تک رسائی حاصل تھی۔ میر کے ہاں اردو کی قدیم شاعری کے برعکس ندرت خیال اور وسعت احساسات و جذبات کا ایک بحر بیکراں اور جذبات کا ایک سیل رواں ہے جو دور حاضر کے ذوق کے عین مطابق دل نواز اور دل گداز ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ مختلف شعراء کا مقابلہ اور موازنہ کر کے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ

> "غالب و اقبال کی طرح میر نے بھی اپنے زمانے میں حیات و کائنات کے مسائل پر گہری نظر ڈالی تھی اور انسان اور اس کے مرتبہ و مقام کا جائزہ لیا تھا"۔(9)

ڈاکٹر سید عبداللہ ایک عہد ساز اور کثیر الجہت شخصیت ہیں۔ آپ کی تصنیف "مباحث" لسانی اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے۔

ان مقالات میں شہر آشوب کے لئے بھی ایک باب مختص ہے۔ میر کے عہد میں مغلیہ سلطنت کے دارالسلطنت دہلی پر نادر شاہی اور احمد شاہی حملوں کا سلسلہ جاری تھا اور اس کے ساتھ ساتھ مغلیہ سلطنت کی ابتر معاشی اور معاشرتی حالت بھی شہر آشوب کے لئے موافق تھی۔ میر تقی میر جو احساس ذہن رکھتے تھے ان پر ان حالات کا اثر ضروری تھا۔ انھوں نے بھی ان حالات کی تصویر کشی اپنے کلام میں شہر آشوب کی صورت میں کی ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے مطابق میر کے شہر آشوب میں سادگی، خلوص اور جذئیات نگاری کی کمی ہے۔ مبالغہ کا رنگ نہیں ہے لیکن لہجہ میں تلخی کا انداز ہے۔ میر نے اپنے شہر آشوب میں مغلیہ دربار میں منصف داری کے عہدے جس طرح لچے اور شہدے لوگوں میں تقسیم کیے جاتے تھے ان پر خوب طنز کی ہے۔ احمد شاہی اور نادر شاہی حملوں میں جس طرح فوج کی ناقص تربیت اور گھوڑے اور گھڑ سواروں کی عاقبت نااندیشی کی بدولت میدان جنگ کی شکستوں کا بوجھ

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

خزانے پر ڈالا گیا تو مغلیہ سلطنت کی شکست و ریخت کا عمل مزید تیز ہو گیا۔ میر تقی میر نے یہ تمام حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے ان حالات کے رنج و ملال کا نقشہ جن الفاظ میں میر نے کھینچا ہے اس کے متعلق سید عبد اللہ تحریر کرتے ہیں کہ

"اس لحاظ سے میر اور سودا کے شہر آشوب اپنے زمانے کی سیاسی حالات کی کامیاب عکاسی کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض جزئیات میں مبالغے کا رنگ ضرور پیدا ہو گیا ہے مگر واقعات اور حالات کی عام تصویر اصل کے قریب ہے۔"(10)

ڈاکٹر سید عبد اللہ کی ایک اور تنقیدی تصنیف "ولی سے اقبال تک" جس میں مصنف نے اردو ادب کے اہم شعراء جیسے ولی، سودا، دیا شنکر نسیم، خواجہ آتش، مصحفی، امام بخش ناسخ، اسد اللہ غالب، مومن خان مومن، داغ دہلوی، مولانا الطاف حسین حالی اور علامہ اقبال جیسے شعراء پر تنقیدی مقالات قلم بند کیے ہیں۔ بحیثیت میر شناس ڈاکٹر سید عبد اللہ اپنی تصنیف میں میر کو کس طرح نظر انداز کر سکتے ہیں اس لیے اس کتاب میں میر کے متعلق بھی افادات موجود ہیں۔ کتاب کا اولین مقالہ بعنوان" جمال دوست اسلوب پرست ولی" میں ڈاکٹر سید عبد اللہ نے کلام ولی کی معنویت کا ذکر کیا ہے اور ولی دکنی کے متعلق قائم اس رائے کی نفی کی ہے کہ میر کے کلام کی خصوصیات میں ولی کے اثرات شامل ہیں۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ اس کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

"اگر غور کیا جائے تو یہ محسوس ہو گا کہ ولی کی شاعری کی روح، میر کی شاعری کی روح کی عین ضد ہے۔ میر کی الم پسندی اور غم دوستی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے، مگر ولی کے کلام میں غم کے عناصر بمنزلہ صفر ہیں"۔(11)

اس مقالے کے علاوہ اس کتاب میں میر کے متعلق الگ مقالہ بھی شامل ہے۔ جس میں میر کی شاعری کے اہم فکری عناصر کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ نے اپنے اس مقالے میں میر کی شاعری کے طبیعاتی اور مابعد الطبیعاتی عناصر کا تجزیہ کیا ہے اور یہ اخذ کیا ہے کہ کلام میر میں عقلی تجزیئے کی خاصی کمی ہے۔ اگر میر نے اپنی شاعری میں عقلی تجزیہ کیا بھی ہے تو شاعرانہ تعقل اور مغالطوں کا طلسم بنا دیا ہے۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اس کے باوجود میر کے دواوین میں افکار و حقائق کا ایک معقول سرمایہ موجود ہے۔ سوالیہ اور استفہامی اشعار کی بہتات ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا ذہن عقدہ ہائے زندگی کی کشود کا شوق رکھتا تھا۔ میر کے مشاہدات کا دائرہ بہت وسیع ہے اور غزل میں مشاہدات کو سمونا میر جیسے قادر الکلام شاعر کا کام ہے۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ میر کے متعلق اس رائے کی نفی کرتے ہیں کہ وہ بد مزاج اور تند خو ہیں۔ میر کی شاعری کا تجزیہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ قلب کے فیوض و برکات کے قائل ہیں اور اس بات کا اکثر اظہار کرتے ہیں کہ سچا عرفان قلب میں موجزن ہوتا ہے۔ قلب صرف ایک قطرہ خون ہی نہیں ہے بلکہ اس کی وسعتیں بے کراں اور انوار و تجلیات کا اس میں انعکاس ہوتا ہے۔ میر کا تصوف کے ساتھ لگاو کا نتیجہ ہے کہ ان کی شاعری میں انسان دوستی اور صلح کل کا علمی و فکری سرمایہ موجود ہے۔ آپ کی شاعری میں فکر و فلسفہ ایک پختہ شکل میں موجود نہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میر کی شاعری میں کسی آنچ کی کمی ہے۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ اپنی ژروف نگاہی سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ

> "روایتی مضامین میں وجود، واجب الوجود، وحدت الوجود، عالم، عالم باطن، نفس انسانی، خدا اور خدا کا صوفیانہ تصور، شرف انسانی، انسان کی فضیلت فرشتوں پر وغیرہ نمایاں ہیں۔ مگر انداز بیان کی ندرت کے لحاظ سے بھی خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ ان کے خاص الخاص مضامیں میں موت کی چیستاں، زیرکی و ہوش مندی کے بعض دستور، بعض سماجی و عمرانی تضادات اور معاشرت اور انسانوں کی بعض بوالعجبیاں۔۔۔ میر کے عقلی یا نیم شعوری تجربے کے نمونے انہیں موخر الذکر مضامیں میں ملتے ہیں"۔(12)

"طیف غزل" ڈاکٹر سید عبد اللہ کے ان لیکچرز پر مشتمل ہے جو انھوں نے ولی دکنی، میر تقی میر، خواجہ میر درد، مصحفی اور خواجہ حیدر علی آتش کے فکر و فن پر دیے تھے۔ ان لیکچرز کو مرتب کر کے ڈاکٹر ممتاز منگلوری نے "طیف غزل" کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ نے میر کے لیکچر میں میر کے زمانے کے سیاسی و سماجی حالات کو جائزہ پیش کرنے کے بعد میر کی زندگی کے اہم واقعات کا تجزیہ کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ میر کا تصور غم ذاتی ہوتے ہوئے بھی کائناتی رنگ رکھتا ہے۔ آپ کی شاعری

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

سوختہ جانی اور آتش دل کی شعلہ افشانی سے معمور ہے۔ آپ کا تصور غم ایک تخلیقی الاو اور تڑپ کی صورت میں عیاں ہوتا ہے۔ آپ نے میر کی بد دماغی کا بھی بھرپور دفاع کیا ہے اور اس کو میر کی بے خودی سے تشبیہ دی ہے۔ میر کی شاعری سے اس کے نظریہ حذنیہ کے اہم نکات کو منظر عام پر لایا ہے۔ میر کی فکر میں فطرت ایک جامد نظریئے کی صورت میں انعکاس پزیر ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی بلکہ وہ ایک متحرک نظریے، کی عکاس نظر آتی ہے۔ میر کی غزل کی خوبیاں باقی غزل گو شعراء سے منفرد انداز کی ہیں۔ واسوخت اور مثنویاں بھی میر نے کمال کی منصفہ شہود پر لائی ہیں۔ اس طرح میر کی شاعری کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

" میر نے ایماء اور تفصیل دونوں کا اجتماع پیش کیا ہے اور یہ کمال ہے۔ اشاروں سے سمجھانے کی کوشش بھی گھمبیر معنویت رکھتی ہے اور تسلسل بھی"۔(13)

ڈاکٹر سید عبداللہ کے مندرجہ بالا قلمی آثار کو سامنے رکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ روح میر پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ میر شناسی کا وہ سفر جس کا آغاز میر کی ذات سے شروع ہوا تھا وہ ارتقاء کی مختلف منازل طے کرتے ہوئے زمانہ حال تک پھیلا ہوا ہے۔ عطیہ سید اپنے مقالے "آجی" میں ڈاکٹر سید عبداللہ کے مثالیت پسندی اور ارسطو اور افلاطون سے متاثر ہونے کا ذکر کرتی ہیں۔ اردو ادب میں مرزا اسداللہ خان غالب کے علاوہ آپ کو کس شاعر سے زیادہ دلی لگاو تھا اس کے متعلق لکھتی ہیں کہ

"اردو شعراء میں بھی غالب کی پر شکوہ شخصیت کو تسلیم کرنے کے باوجود انھیں دلی لگاو غمناک آنکھوں والے میر ہی سے تھا جس کی شخصیت اور شاعری میں اصول تانث کی جھلک بہت نمایاں ہے"۔(14)

ڈاکٹر سید عبداللہ نے میر شناسی کے ضمن میں میر کی مثنویوں، شہر آشوب، غزلوں، میر کے تذکرے اور آپ بیتی کا فکری و فنی تجزیہ کر کے نتائج اخذ کرنے کی سعی کی ہے۔ اس کے علاوہ محمد حسین آزاد جو نقد میر کا ایک جوہر شناس ہے اس کی بھی مختلف حوالوں سے تحقیق کی ہے۔ میر کی شاعری کو مختلف شاعروں سے موازنہ اور مقابلہ کر کے نتائج کو سامنے لانے کی سعی کی ہے۔ غالب اور میر کا موازنہ کرنے کے بعد

سید عبداللہ نے جو رائے قائم کی اس کے متعلق ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی اپنی تصنیف "شعر شور انگیز" میں رقم طراز ہیں کہ

> "ڈاکٹر سید عبداللہ کو غالب کے آہنگ میں سرعت و شوکت نظر آتی ہے۔اس کے بر خلاف میر کے ہاں "دھیما لہجہ اور نرم آہنگ" ہے"۔(15)

میر شناسی کو وہ سفر جس کا آغاز میر نے خود اپنی ذات سے شروع کیا تھا وہ وقت کے دھارے کے ساتھ تذکرہ نگاروں، محققین اور مصنفین کی تنقیدی آراء کے جاں گسل اور صبر آزما مراحل سے گزرنے کے بعد بیسویں صدی کے نقادوں تک پہنچا ہے۔ بیسویں صدی کے نامور نقادوں میں جنھوں نے میر کے تحت الشعور میں جھانک کر نتائج تک رسائی حاصل کی ہے ان میں ڈاکٹر سید عبداللہ کا منفرد مقام ہے۔ آپ نے میر شناسی کی مختلف جہتیں متعارف کروائیں۔اور میر شناسی کی ان کی جلائی ہوئی شمع آئندہ صدیوں میں بھی روز روشن کی طرح فروزاں رہے گی۔

حوالہ جات

1- جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو جلد 2(لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع سوم، 1994ء)ص 521
2- محمد حسین آزاد، آب حیات، (لکھنو: اتر پردیش اردو اکادمی، اشاعت چہارم، 1998ء)ص 202
3-عبداللہ، سید، ڈاکٹر، نقد میر (دہلی: جہان گیر بک ڈپو، س ن)54
4-عبداللہ، سید، ڈاکٹر، نقد میر، ص120-121
5-عبداللہ، سید، ڈاکٹر، نقد میر، ص199 ,
6-عبداللہ، سید، ڈاکٹر، نقد میر، ص379
7-عبداللہ، سید، ڈاکٹر، (شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن

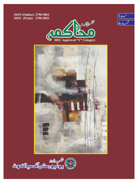

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

لاہور: جدید اردو ٹائپ پریس، اشاعت دوم، 1968ء) ص15

, 8-عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اردو تنقید کا ارتقا (کراچی: انجمن ترقی اردو، اشاعت سوم، 1980ء) ص100

9۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، سخن ورنئے اور پرانے، (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، 1976ء) ص19

10- عبداللہ، سید، ڈاکٹر، مباحث، (دہلی: مسلم منزل کھاری باولی، 1968)-ص310

11-عبداللہ، سید، ڈاکٹر، ولی سے اقبال تک، (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، 2000ء) ص 11

12-عبداللہ، سید، ڈاکٹر، ولی سے اقبال تک، ص53

13-عبداللہ، سید، ڈاکٹر، طیف غزل (مرتبہ) ڈاکٹر ممتاز منگلوری (لاہور: لاہور اکیڈمی، 1984ء) ص87

14- تحسین فراقی، ڈاکٹر، ضیاء الحسن، ڈاکٹر (مرتبین) ارمغان ڈاکٹر سید عبداللہ (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، اشاعت اول، 2005ء) ص49

15- شمس الرحمٰن فاروقی،، شعر شور انگیز، جلد اول (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو، اشاعت اول، 1990ء) ص190